روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10
الفضل
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ہفتہ 14 مئی 2011ء 10 جمادی الثانی 1432 ہجری 14 ہجرت 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 110

تیمم کی اجازت

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا جس کی تلاش کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ ٹھہر گئے۔اس وقت وضو کیلئے پانی میسر نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی اور لوگوں نے پہلی دفعہ تیمّم کیا۔بعد میں اونٹ کے نیچے سے ہار نکل آیا۔

(صحیح بخاری کتاب التیمم باب قول الله فلم تجدوا حدیث نمبر:322)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے، مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے، اس کے غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہے، بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے، وہ مزا نہیں آتا۔دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں، جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے، اسی طرح وہ لوگ جو عبادات الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے، کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔لذت اور سرور تو ہے، مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(۔) اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجۂ غایت کا رکھا ہو۔اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں، تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات، حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے۔اب اس میں زبردستی نہیں کی، بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے۔اگر محض توالد وتناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہوسکتا۔عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔

(ملفوظات جلد اول ص 101)

جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے حظ ہے۔اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقاء کے لئے حظ موجود ہے۔صوفی کہتے ہیں جس کو یہ حظ نصیب ہو جاوے وہ دنیا و مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اس کو معلوم ہو جائے، تو اس میں ہی فنا ہو جاوے، لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہیں۔مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے، جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں اور پھر اس نماز سے یہ بات ان کو حاصل ہو جاتی ہے، یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں۔پھر ان کو کیوں یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بیدل کی نماز کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی۔ (ملفوظات جلد اول ص 103)

داخلہ مدرسۃ الظفر

مدرسۃ الظفر ربوہ میں داخلہ کیلئے تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔معین تاریخ کا اعلان روزنامہ الفضل میں کر دیا جائے گا۔ایسے طلباء جو زندگی وقف کر کے مدرسۃ الظفر میں داخلہ کے خواہشمند ہیں۔وہ اپنی درخواست والد/سرپرست کے دستخط اور مقامی جماعت کے صدر صاحب/امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بمعہ دو عدد پاسپورٹ سائز تصاویر نظامت ارشاد وقف جدید ربوہ کو ارسال کریں تاکہ انٹرویو سے قبل دفتری کارروائی مکمل کی جاسکے۔

شرائط برائے داخلہ مدرسۃ الظفر

☆ امیدوار کا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
☆ میٹرک پاس امیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہ ہو۔
☆ ایف اے/ایف ایس سی پاس امیدوار کی عمر 22 سال سے زائد نہ ہو۔
☆ قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ پڑھنا جانتا ہو۔
☆ مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی سفارش امیدوار کے حق میں ہو۔

ہدایات

امیدواران درخواست میں نام، ولدیت اور تاریخ پیدائش سکول کے ریکارڈ کے مطابق درج کریں۔ نیز واقفین نو اپنا حوالہ وقف نو بھی ضرور لکھیں۔امتحان کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں اور رزلٹ کارڈ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی دفتر نظامت ارشاد وقف جدید میں بھجوائیں۔

قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ پڑھنے کو یقینی بنائیں۔روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ عربی اور انگریزی کے معیار کو نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔کتب سیرت النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعود، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں۔**نوٹ**: انٹرویو کے وقت میٹرک ایف اے/ایف ایس سی کی اصل سند/رزلٹ کارڈ ساتھ لائیں۔

مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل فون نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

فون نمبر: 047-6212968
فیکس نمبر: 047-6214329
(ناظم ارشاد وقف جدید)

مشعل راہ

بخل اور ایمان ایک دل میں اکٹھے نہیں ہوتے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جنوری 2004ء میں فرماتے ہیں۔

الحمدللہ! کہ آج جماعت میں ایسے لاکھوں افراد مل جاتے ہیں جو بخل تو علیحدہ بات ہے اپنے اوپر تنگی وارد کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں۔ اور بخل کو کبھی بھی اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتے۔ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے دور ہو جاتا ہے (یعنی کنجوسی اس سے دور ہو جاتی ہے) جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے'' (تبلیغ رسالت۔ جلد دھم صفحہ 55)

پھر فرمایا: ''قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجاآوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 358-359 جدید ایڈیشن)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا اور وہاں محنت مزدوری کرتا اور اسے اجرت کے طور پر ایک مد (اناج وغیرہ) ملتا (تو وہ اس میں سے صدقہ کرتا) اور اب ان کا یہ حال ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار ہے۔

(بخاری کتاب الاجارہ۔ باب من اجر نفسہ لیحمل علی ظھرہ ثم تصدق بہ..........)

اسی سنت کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی جماعت میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں عورتوں نے بھی سلائی کڑھائی کر کے یا مرغی کے انڈے بیچ کر اپنے استعمال میں لائے بغیر خلیفہ وقت کی طرف سے کی گئی تحریکات میں حصہ لیا۔ اور اس طرح سے پہلوں سے ملنے کی پیشگوئی کو بھی پورا کیا۔

حضرت خلیفہ اول کا واقعہ ہے جو حضرت مسیح موعود نے آپ کے بارہ میں لکھا ہے لیکن ہر دفعہ پڑھنے سے ایمان میں ایک تازگی پیدا ہوتی ہے اور قربانی کی ایک نئی روح پیدا ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں:

''میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔ حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35-36) (یعنی پیسے بھی دے رہے ہیں اور فرمایا کہ اس کے بعد جو آمد ہو وہ بھی اسی کام کو جاری رکھنے کے لئے خرچ ہو)۔

(روزنامہ الفضل 5 مئی 2004ء)

جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی پر ہونے والے چند اشعار

پل بھر میں وہ بہار سے لمحے بچھڑ گئے

مُڑ مُڑ کے تیرے شہر کو میں دیکھتا رہا
قدموں کے وہ نشان ترے ڈھونڈتا رہا

آہوں سے سسکیوں سے تھی مہکی ہوئی فضا
پلکوں سے آنسوؤں کا مزہ لوٹتا رہا

تیری گلی کی خوشبو تھی کتنی عجیب تر
سانسوں میں تیری مہک سے میں کھیلتا رہا

برسی ہیں رحمتیں جو درود و سلام کی
نوروں سے نَو بہ نَو ترا گھر دیکھتا رہا

پل بھر میں وہ بہار سے لمحے بچھڑ گئے
گزرا فسوں بھی روح میں رس گھولتا رہا

لفظوں کی بے کلی کو سنبھالا تو ہے مگر
ہر ہر سطر میں تیرا نگر دیکھتا رہا

تو نے خدا کے عشق و محبت کی بات کی
میں بھی تمہارے لفظ و زباں بولتا رہا

جلوہ ترا کہ چاند کیا سورج بھی چھپ گیا
میں بھی تجلیوں کے نشاں دیکھتا رہا

اترا کرشنِ ثانی کنارے بیاس کے
رشیوں کے ان صحیفوں کو دل چومتا رہا

تو نے لنڈھائے جام محبت کے خوب تر
تیرا عدو تو اپنا ہی دیں بیچتا رہا

میں بھی ہوں اس کے چاہنے والوں میں اے حلیم
اس کی عنایتوں کے ثمر دیکھتا رہا

ابن کریم

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

تحریر: محترم مصطفیٰ ثابت صاحب .... ترجمہ: مکرم محمد اظہر منگلا صاحب

خلافت کے متعلق 6 سوال اوران کے جواب

قسط دوم آخر

چوتھا سوال

انتخاب خلیفہ کے عمل میں تمام احباب جماعت شریک کیوں نہیں ہوتے؟

انتخاب خلیفہ کا عظیم کام تمام افراد جماعت کے لئے عام نہیں ہے۔اس میں ہر کوئی شریک نہیں ہوسکتا اور نہ ایسا ہے کہ جس کی عمر سولہ یا اٹھارہ سال ہو وہ شریک ہوگا اور نہ اس کے لئے کسی خاص ملک کا شہری ہونا ضروری ہے۔نہیں! انتخاب خلافت کا نظام دنیاوی جمہوری انتخابوں سے مختلف ہے۔مومنین کی جماعت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ ان کے لئے متقیوں میں سے امام بنائے اور ان میں سے متقیوں کیلئے امام بنائے۔اور متقیوں کا امام وہ ہوگا جو سب سے زیادہ متقی اور اور سب سے زیادہ راست باز ہوگا۔پس جو متقیوں کے امام کیلئے ووٹ دے اس کا اپنا متقیوں میں سے ہونا لازمی ہے۔اللہ تعالیٰ سے یہ فریاد کی جاتی ہے کہ جماعتِ مومنین کے لئے اس کو چنے جو لوگوں میں سے سب سے بہتر ہو۔تو یہ لازمی ہوا کہ اللہ سے یہ فریاد کرنے والا خود بھی دوسرے لوگوں سے بہتر ہو۔بالکل اسی طرح جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے بہترین آدمیوں میں سے ستر آدمیوں کو چنا تا کہ اللہ تعالیٰ سے عفو اور مغفرت طلب کریں۔

لہٰذا متقیوں میں سے بہترین لوگ ہی اس شرف کے حقدار ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھوں سے اپنے ارادہ کا اظہار فرمائے۔متقیوں میں سے بہترین لوگوں سے صرف وہ لوگ مراد ہیں جن کو خدا تعالیٰ بشارتیں دیتا ہے اور اُنہیں بتا دیتا ہے کہ وہ کسے خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔یہ لوگ جو انتخاب خلیفہ کے بابرکت عمل میں شریک ہوتے ہیں تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتے ہیں اور جب اپنے تعلق باللہ کی وجہ سے یہ لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی منشاء کا اظہار فرمائے تو اللہ تعالیٰ عملاً ایسا کرتا ہے اور اُن کے دلوں اور ذہنوں کو اُس کی طرف مائل کر دیتا ہے جسے وہ امام المتقین بنانا چاہتا ہے۔

جمہوری انتخابات اور انتخاب خلیفہ:

انتخاب خلیفہ کا عمل، مغربی جمہوری انتخابات سے کلیۃً مختلف ہے۔جمہوری انتخابوں میں تمام تر انحصار لوگوں کی رائے پر ہوتا ہے۔لیکن انتخاب خلیفہ کی بنیاد تقویٰ ہے اور اس انتخاب میں تمام تر انحصار اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔جمہوری انتخابات میں تو لوگ خود اپنا نام پیش کرتے ہیں تا لوگ اُن کو منتخب کریں اور اپنے آپ کو پاک صاف قرار دینا حکم الٰہی کے خلاف ہے۔

پس اپنے آپ کو (یونہی) پاک نہ ٹھہرایا کرو۔

جمہوری انتخابات میں جو شخص خود کو پیش کرتا ہے وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اس دوسرے شخص سے بہتر ہے جس نے اس کے بالمقابل اپنا نام پیش کیا ہے اور وہ بزبانِ حال یہ کہتا ہے جیسا کہ اس سے قبل ابلیس نے کہا تھا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔

اگر تقویٰ نہیں تو خلافت ربّانیہ بھی نہیں:

اگر انتخاب کے عمل میں تقویٰ نہ ہو تو تمام نظام درہم برہم ہوجاتا ہے اور تقویٰ سے دور جا پڑنے والوں کیلئے اللہ کے ارادے کا ظہور نہیں ہوتا اور تمام معاملہ لوگوں کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تا جسے چاہیں اپنے ووٹوں کے ذریعہ منتخب کرلیں۔لہٰذا یہ بھی ضروری نہیں کہ لوگوں کا ہر انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

پس جب مومنوں کی ایسی جماعت موجود ہو جسے نبی نے اللہ کے حکم سے قائم کیا ہو، اور یہ جماعت تقویٰ پر قائم ہو، اور ایمان اور عمل صالح کی شرائط کو پورا کرنے والی ہو، اور جب کسی قسم کی ذاتی خواہشات اور خلیفہ بننے کی تمنا نہ ہو، اور جب کوئی بھی فرد اپنا نام پیش نہ کرے، اور جب انتخاب کے عمل میں ایسے مومن شریک ہوں جو تمام لوگوں سے تقویٰ میں زیادہ ہوں، اور جب یہ لوگ خدا کے آستانہ پر گرنے کے بعد اور اس سے ہدایت طلب کرنے کے بعد ووٹ دیں اور اس طرح اُس شخص کو منتخب کیا جائے جو تقویٰ میں سب سے زیادہ ہو تا متقیوں کا امام بن سکے تو تب ہی ......اور محض تب ہی ......یہ شخص اللہ کا چنیدہ کہلائے گا۔

پس جبکہ دنیاوی حکمرانوں کا انتخاب ربّانی نظام کی طرح نہیں ہوتا تو لازماً ایسا شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ نہیں ہوگا۔ہاں! ہوسکتا ہے کہ یہ انتخاب جمہوری تو ہو لیکن ربّانی نہیں ہوسکتا کیونکہ ربّانی نظام کی شرائط کے تحت عمل میں نہیں آیا۔ہٹلر کو بھی حکومت کا اقتدار جمہوری انتخاب کے ذریعہ ملا تھا لیکن یہ ربّانی نظام کے مطابق نہیں تھا اور نہ ہی اس انتخاب میں تقویٰ کو مدنظر رکھا گیا تھا اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہٹلر کو خدا نے کھڑا کیا تھا۔لہٰذا جب تقویٰ نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ کا فضل بھی شامل حال نہیں ہوگا۔

پانچواں سوال

وہ کون لوگ ہیں جو خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں؟

انتخاب کے تمام عمل کا دارو مدار تقویٰ پر ہے۔اگر تقویٰ نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس انتخاب میں دخل نہیں دے گا۔یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انتخاب خلیفہ کے عمل میں کون لوگ شریک ہوتے ہیں؟ اور ہم کس طرح یقین کرلیں کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کام کے لئے ایک معین کمیٹی ہے جو ''انتخاب خلافت کمیٹی'' کہلاتی ہے۔یہ کمیٹی انتخاب خلیفہ کے بابرکت عمل میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرتی ہے۔اس کی تعداد معیّن نہیں ہے۔لیکن ایک شرط کا ہر فرد کمیٹی میں پایا جانا لازمی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو مہاجرین اور انصار میں سے ایسے ذمہ دار شخص جمع ہوئے جو تقویٰ کی چوٹی پر قائم تھے اور انہوں نے باہمی مشورہ سے ابوبکرؓ کو خلیفہ اول منتخب کیا اور ابوبکرؓ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ ہر اس شخص سے جس میں راست بازی اور تقویٰ دیکھتے اُس سے مشورہ مانگتے کہ آئندہ خلیفہ کے لئے کون زیادہ مناسب ہوگا۔یہاں تک کہ آپ مطمئن ہوگئے کہ تمام متقی مومن اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو آپ کے بعد خلیفہ بنائیں۔لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کا نام خلیفہ کے لئے پیش کر دیا۔جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو آپ نے انتخابی کمیٹی تشکیل دینے کا حکم دیا جو کہ انتخاب خلیفہ کے عمل کی نگرانی کرے۔یہ کمیٹی چھ کبار صحابہ پر مشتمل تھی اور یہ صحابہ اُن دس صحابہ میں سے تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔

اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی انتخابی کمیٹی بنانے کا حکم دیا جو انتخاب خلیفہ کے عمل میں شریک ہو۔پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے حالات کے بدلنے کے پیش نظر اس کے قواعد میں بعض اہم تبدیلیاں فرمائیں۔یہ کمیٹی ان افراد پر مشتمل ہوتی ہے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے لئے اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ نمایاں خدمات سرانجام دی ہوں۔یہ کمیٹی خلیفہ وقت کی وفات کے بعد اپنا کام شروع کرتی ہے، خلیفہ وقت کی وفات سے پہلے کوئی کام نہیں کرتی۔خلیفہ کی وفات کے بعد اس کمیٹی کے ممبران مرکز خلافت میں جمع ہوجاتے ہیں۔کسی کو یہ اختیار نہیں کہ فون یا فیکس یا انٹرنیٹ کے ذریعہ ووٹ دے سکے، مرکز خلافت میں باقی ممبران کے ساتھ حاضر ہونا لازمی ہے۔اس طرح وہ وہاں پہنچ کر خلیفہ کی وفات کے غم والم میں شریک ہوتا ہے جو کہ یقیناً اسے اللہ کے قرب میں بڑھا دیتا ہے اور وہ دعا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے: کہ اے میرے رب...... اے میرے رب! مجھے ہدایت دے تا کہ میں اسی شخص کا انتخاب کروں جسے تو امام المتقین بنانا چاہتا ہے۔پس طبعاً جو شخص انتخابی کمیٹی میں شریک ہوتا ہے وہ تقویٰ کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کمیٹی کے ہر فرد کو بتائے کہ آئندہ خلیفہ کون ہوگا، لیکن ان میں سے غالب اکثریت کو اللہ تعالیٰ ضرور ہدایت دے دیتا ہے اور اُن کے دل اُس شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے جسے وہ خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔

انتخاب کون کرتا ہے؟

انتخابی کمیٹی میں شریک تقویٰ والے لوگ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کسے منتخب کرنا چاہتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ اُن میں سے غالب اکثریت کے دلوں کو اس شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے جسے وہ خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔پس دراصل خلیفہ خدا ہی بناتا ہے وہ تو محض ووٹ دیتے ہیں۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے میں ایک مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔فرض کریں کہ آپ کے پاس ایک تھال ہے جس میں مختلف پھل پڑے ہوئے ہیں مثلاً مالٹے، سیب اور کیلے وغیرہ۔آپ سے کوئی یہ کہے کہ اس میں سے کوئی ایک پھل اٹھاؤ اور اپنے والد صاحب کی خدمت میں پیش کرو۔اب آپ اپنی مرضی کا پھل بھی پیش کرسکتے ہیں لیکن اگر آپ اپنے والد کے پاس جا کر اُس کی مرضی پوچھتے ہیں اور اس کے مطابق پھل پیش کرتے ہیں تو اس پھل کا انتخاب کس نے کیا؟ کیا یہ انتخاب آپ کا ہے جس نے پھل پیش کیا؟ یا اُس کا ہے جس نے آپ کو اپنی پسند کے متعلق آگاہ کیا؟

بالکل یہی معاملہ خلافت کے انتخاب کا ہے۔خلیفہ کے انتخاب کا تمام تر انحصار اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔مومنین جو انتخاب کے عمل میں شریک ہوتے ہیں وہ تو اللہ کی منشاء کے مطابق کام کررہے ہوتے ہیں۔

عظیم سعادت ......اور عظیم خوف

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا فائدہ سے خالی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو انتخاب خلیفہ کے عمل میں شریک کر کے انہیں بہت بڑا شرف بخشا ہے۔نبی کے انتخاب کے وقت تو مومنوں کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔اس لئے اللہ تعالیٰ خود نبی کو بلاواسطہ منتخب کرلیتا ہے۔لیکن بعد اس کے کہ نبی اپنا فرض منصبی ادا کر چکتا ہے اور مومنین کی ایک جماعت تیار کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ انتخاب خلیفہ کے اس بابرکت عمل میں مومنوں کو بھی شریک کرلیتا ہے تا کہ وہ بھی اس انتخاب میں شامل ہوکر برکتیں اور فیوض حاصل کرسکیں۔اللہ تعالیٰ کسی کو شریک کئے بغیر بھی خلیفہ منتخب کرسکتا ہے لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ کی مومنوں کی جماعت سے محبت ہے کہ اُن کو بھی اس میں شریک کر کے شرف بخشتا ہے اور انہیں برکات عطا فرماتا ہے۔پس اُن کی زبانوں سے......اور ان کے ہاتھ کھڑا کرنے سے ......اللہ تعالیٰ کا ارادہ ظہور پذیر ہوتا ہے اور خلیفہ کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔

یقیناً یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے لیکن اس کے ساتھ ایک خوف اور انذار کا پہلو بھی شامل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مومنوں کی جماعت کا تقویٰ کا معیار گرگیا یا انہوں نے خلیفہ کی کامل اطاعت نہ کی، تو اللہ تعالیٰ اُن سے یہ سعادت واپس لے لے گا اور وہ انتخاب کے عمل میں اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ نہیں پائیں گے تا کہ مناسب شخص کو بطور خلیفہ منتخب کرسکیں۔

چھٹا سوال

کیا خلیفہ غلطی سے پاک ہے؟

خلافت کے موضوع میں یہ پہلو بہت اہمیت کا

حامل ہے کہ خلیفہ سے کس قسم کی غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ یا خلیفہ بھی انبیاء کی طرح غلطیوں سے پاک ہوتا ہے۔غلطیوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی (1) دنیاوی کاموں کے متعلق غلطیاں (2) جماعت کے مصالح اور امن کے متعلق غلطیاں (3) شرعی امور کے متعلق غلطیاں۔

1۔جب نبی اور خلیفہ دونوں کو اللہ تعالیٰ ہی منتخب کرتا ہے تو اگر ان میں سے کسی ایک سے غلطی ہوسکتی ہے تو ممکن ہے کہ دوسرے سے بھی ویسی ہی غلطی سرزد ہو جائے۔ اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی غلطیاں ہیں جو نبی سے سرزد ہوسکتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نبی کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ اس لئے نہیں بھیجتا کہ دنیوی کاموں میں مہارت حاصل کرے۔ پس اگر دنیوی معاملات میں نبی کوئی غلطی کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ عام انسانوں کی طرح اگر نبی سے بھی دنیوی امور میں غلطی ہو جاتی ہے تو یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ بعض احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو کھجور کی پولینیشن سے منع فرمایا۔ لیکن اس سے آپؐ کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ضروری نہیں کہ دنیاوی معاملات میں بھی نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پاوے جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:۔

دنیاوی معاملات کو تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ (مسلم)

پس اگر نبی سے دنیاوی معاملات میں غلطی سرزد ہوسکتی ہے تو خلیفہ سے بھی دنیاوی معاملات میں غلطی ہوسکتی ہے۔

2۔غزوۂ بدر میں رسول پاک ﷺ مسلمانوں کی لشکر کی قیادت کر رہے تھے۔ چونکہ آپؐ ہی اس لشکر کے سپہ سالار تھے اس لئے تمام مسلمانوں کی سلامتی اور امن کے متعلق بعض ضروری اقدامات کرنا آپ کے لئے لازمی تھا۔ آپؐ نے لشکر کے پڑاؤ کرنے کے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا۔ لشکر کا ایسی جگہ پڑاؤ کرنا جو پانی سے دور ہو بعید از مصلحت تھا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ لشکر کو کسی ایسی جگہ پڑاؤ کرنا چاہئے جو پانی کے قریب ہو۔ آپؐ کو صحابی کی رائے بہت عمدہ لگی اور لشکر کو پانی کے قریب پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا۔

اگر ایسا ہو کہ کسی کو بھی غلطی کا پتہ نہ لگے۔ تو اللہ تعالیٰ تمام معاملات کی خود نگرانی فرماتا ہے اور اس غلطی کے ایسے نتائج ظاہر فرماتا ہے جو جماعت کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اس غلطی میں ہی اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے کوئی عظیم مصلحت مقدر کر دیتا ہے۔ یہ محض عقیدت کی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے جو وضاحت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ظاہر ہوئی۔ ایک دفعہ آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور صحابہ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس خواب کی تکمیل کے لئے میرا جانا لازمی ہے لہٰذا 1500 صحابہ کی معیت میں آپؐ مدینہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ لیکن قریش نے ان کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ چیتوں کی کھالیں پہن کر سامنے آ گئے جو اس بات کی علامت تھی کہ وہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے خواہ انہیں جنگ ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو بھیجا تا اہل مکہ کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو امن کے ساتھ طواف کی اجازت دے دیں۔ لیکن وہ اپنے بغض و عناد پر مُصر رہے بلکہ یہ خبر پھیلا دی کہ عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے تا مسلمانوں کے دلوں میں اپنا رُعب بٹھا سکیں۔ جب رسول کریمؐ نے عثمان کے قتل کی خبر سنی تو آپ نے مسلمانوں سے اس بات پر بیعت لی کہ عثمان کے خون کا بدلہ لیں گے یا مر جائیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے بیعت کی اور وہ سب اس یقین پر تھے کہ اللہ نے اپنے رسول کو جو رؤیا دکھائی ہے وہ ضرور پوری ہو گی اور مسلمان سر منڈواتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ حالات ایسی تیزی سے بدلے کہ مسلمانوں اور اہل مکہ میں سخت جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا اور محض رؤیا کی تعبیر نہ سمجھنے کی وجہ سے ممکن تھا کہ دونوں طرف سینکڑوں خون ہو جاتے۔ کسی کو بھی اس غلطی کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت عثمانؓ صحیح سلامت واپس آ گئے اور مکہ والوں نے صلح کی پیش کش کی مگر اس بات پر کہ اس سال کوئی مسلمان مسجد حرام میں داخل نہیں ہو گا۔ لیکن مسلمانوں کو یہ بات پسند نہ آئی اور وہ واپس جانے پر راضی نہ تھے اس لئے وہ رسول اللہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اللہ نے تو ہم سے مسجد حرام میں داخل ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ رسول اللہؐ نے اللہ کے وعدے کا اقرار فرمایا لیکن اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ ضرور اسی سال یہ وعدہ پورا ہو گا۔

مسلمانوں کو ایک لمبے سفر کی مشقت اٹھانا پڑی اور پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے بغیر واپس آنا پڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی کو مسلمانوں کیلئے خیر و برکت کا موجب بنا دیا اور اس کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ کا قیام عمل میں آیا۔ جسے بعد میں آنے والے دنوں نے ثابت کر دیا کہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک عظیم مصلحت پنہاں تھی۔

اس واقعہ سے ہمیں کامل اطاعت کا سبق ملتا ہے۔ یقیناً مسلمان آگ کے گڑھے پر تھے جب انہوں نے رسول اللہؐ کا حکم ماننے میں تردّد کیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنی اپنی قربانیاں جو تم ساتھ لائے ہو انہیں ذبح کر دو اور احرام کھول دو۔ لیکن کسی بھی صحابی نے اس پر عمل نہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ اپنی زوجہ ام سلمہؓ کے پاس گئے اور فرمایا کہ ''ھلک القوم'' یعنی قوم ہلاک ہو گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس ہلاکت سے بچا لیا اور ام سلمہؓ نے رسول اللہؐ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی قربانی ذبح کریں اور احرام کھول دیں۔ پس جب آپؐ نے ایسا کیا تو تمام مسلمان آپ کی اطاعت کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے لگے اور قربانیاں کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے اور احرام کھولنے لگ گئے۔ اگر اس وقت مسلمان اطاعت کرنے میں ذرہ سی بھی اور دیر کرتے تو اس کے بہت خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور تمام امور کو اس طرح چلا دیا کہ آخر کار مسلمانوں کے حق میں بہتر نتائج پیدا ہوئے۔

3۔ہم سب جانتے ہیں کہ پانچ فرض نمازیں ہیں۔ فجر کی دو رکعات اور ظہر کی چار رکعات ...... وغیرہ اور یہی ہمیں رسول کریم ﷺ نے شریعت کے مطابق سکھایا ہے۔ لیکن ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے دو رکعات پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ: کیا نماز چھوٹی کر دی گئی ہے؟ پس جب رسول اللہؐ کو علم ہوا کہ آپ سے غلطی ہو گئی ہے آپ کھڑے ہوئے اور مزید دو رکعات ادا کروائیں۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ شریعت کے احکام میں بھی اس قسم کی غلطی نبی یا خلیفہ سے سرزد ہوسکتی ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ انسان سے بھول چوک ہو ہی جاتی ہے اور نبی اور خلیفہ بھی انسان ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اس قسم کی غلطیوں کی فوراً تصحیح ہو جانا لازمی ہے۔ جیسے امام الصلوٰۃ اگر نماز کے دوران قراءت میں غلطی کرے تو اسے لقمہ دیا جاتا ہے اسی طرح اس قسم کی غلطی کی بھی فوراً تصحیح ہو جانی چاہئے۔

لیکن ایسا کبھی نہیں ہوسکتا ہے کہ نبی یا خلیفہ شرعی امور میں ارادۃً اور بدنیتی سے کوئی غلطی کرے۔

عصمت (یعنی گناہ سے پاک ہونا) کے معنی:

اکثر ہم یہ سنتے ہیں کہ نبی معصوم ہوتا ہے۔ یعنی گناہوں اور معاصی کے ارتکاب سے پاک ہوتا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں فنا ہوتا ہے اور وہ اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو محسوس کرتا ہے۔ اللہ کے وجود کا مسلسل احساس اُس کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے گناہوں کے ارتکاب سے روکتا ہے۔ اسے عصمت الٰہیہ کہتے ہیں۔ پس نبی اللہ کے احکام کی نافرمانی کا ارادہ کیسے کر سکتا ہے؟ ایسا ہونا یقیناً محال ہے۔

اسی طرح خلیفہ ایک ایسا وجود ہے جسے اللہ نے جماعت مومنین کی نگرانی کے لئے چنا ہے اور وہ ایک ایسا شخص ہے جسے اللہ نے متقیوں کا امام بنایا ہے اور وہ زمین کے تمام لوگوں سے تقویٰ اور راست بازی میں بڑھ کر ہے اور مومنوں کی جماعت کو تقویٰ اور راست بازی کے اعلیٰ و ارفع مقام تک پہنچانا اس کی ذمہ داری ہے پس ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کا ارادہ کیسے کر سکتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

جب اللہ تعالیٰ ایک شخص کو اس لئے چنتا ہے کہ جماعت کی روحانیت کی حفاظت کرے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور اپنی عصمت سے اس کو محروم کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے سچے مومنوں کو وعدہ دیا ہے کہ وہ شیطان لعین سے محفوظ رہیں گے۔ جیسا کہ فرمایا۔

یقیناً (جو) میرے بندے (ہیں) ان پر تجھ کو غلبہ نصیب نہ ہوگا۔ (الحجر:43)

اگر متقی بندوں پر شیطان کو کوئی غلبہ نہیں ہے تو متقیوں کے امام پر اسے کیسے غلبہ حاصل ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا قطعاً نہیں ہوسکتا۔ اس لحاظ سے نبی اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر وہ خطا جو نبی سے سرزد ہوسکتی ہے وہ خلیفہ سے بھی ہوسکتی ہے۔ جب ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں گے تب ہی ہمیں خلافت کی عظمت اور شان کا صحیح معنوں میں ادراک حاصل ہو گا۔ خلافت نبوت کے جاری فیض کے سوا اور کچھ نہیں۔ احمدی کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے انہیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ وہ خوشی، وہ تازگی، وہ شرح صدر، وہ رضا اور وہ اطمینان جو انتخاب خلافت کے بعد ان کو حاصل ہوتا ہے اس کا مقابلہ کوئی اور خوشی نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

آخری سوال

بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اگر خلیفہ گناہوں سے پاک ہے اور اس بات سے بھی کہ شرعی احکام کی عمداً مخالفت کرے۔ تو پھر عہد میں ہم یہ کیوں دہراتے ہیں کہ خلیفہ وقت جو بھی ''معروف'' فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ خلیفہ غیر معروف حکم بھی دے سکتا ہے...... یعنی ایسا حکم جو شریعت کے مخالف ہو؟ اور کیا ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ اس معروف حکم کی اطاعت کرنی ہے اور یہ غیر معروف ہے اس کی اطاعت نہیں کرنی؟

یہ فقرہ ''یُطِیْعُنِیْ فِیْ کُلِّ مَا اٰمُرُہٗ بِہٖ مِنْ مَعْرُوْفٍ'' جس کا ترجمہ ہے ''میرے ہر معروف حکم کی اطاعت کرے گا'' آنحضرت ﷺ نے پہلی بیعت کے وقت استعمال فرمایا جس میں مدینہ کے ستر آدمی اور دو عورتیں شامل تھیں۔

قرآن کریم بھی معروف بات میں اطاعت کا حکم دیتا ہے آیت استخلاف سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ معروف بات میں اطاعت کرنی ہے۔ (النور:54)

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ زنا

کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی تو تو اُن کی بیعت قبول کر۔

(الممتحنۃ: 13)

"لَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ" معروف میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی کا کیا مطلب ہے؟ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جب تو معروف حکم دے گا تو نافرمانی نہیں کریں گی اور اگر غیر معروف حکم دیا تو پھر ان پر تیری اطاعت فرض نہیں رہے گی اور ان کو حق حاصل ہو جائے گا کہ تیری نافرمانی کریں۔

اللہ، رسول اور خلیفہ کی معروف حکم میں اطاعت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ یا رسول یا خلیفہ غیر معروف حکم بھی دے سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ اور رسول اور خلیفہ کوئی غیر معروف حکم دیں۔ پس جب بھی اللہ یا رسول یا خلیفہ کی طرف سے کوئی حکم صادر ہو تو ہمیں یقین ہو کہ لازماً یہ معروف حکم ہے اور معروف سمجھ کر ہی اس کی اطاعت کریں۔ پس جب مومن اللہ کے حکم یا رسول کی تعلیم یا خلیفہ کے فرمان کی اطاعت کرتا ہے تو وہ مطمئن ہوتا ہے کہ وہ معروف بات میں اطاعت کر رہا ہے۔

یہ بات خلافت کے مقام کو اور بھی بڑھا دیتی ہے۔

پس یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ ہر حکم جو خلیفہ سے صادر ہوتا ہے وہ معروف ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے خلافت کو "قدرت ثانیہ" کا نام دیا ہے۔ پہلی قدرت، انتخاب نبی ہے اور دوسری قدرت، انتخاب خلیفہ۔ ایک بلاواسطہ خلافت ربانی ہے اور دوسری بالواسطہ خلافت ربانی ہے۔ ان دونوں میں محض اتنا فرق ہے کہ ایک کو اللہ تعالیٰ رحمانیت کے تحت منتخب کرتا ہے اور دوسری کو رحیمیت کے تحت۔

ہم میں سے اکثر نے ایسے علاقے دیکھے ہوں گے جہاں خود بخود درخت اُگے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسی جگہوں پر جہاں انسان جا کر لگا ہی نہیں سکتا۔ مثلاً اُونچے اُونچے پہاڑوں پر اور چٹانوں کے درمیان اور ایسے جزیروں پر جس کے چاروں طرف پانی ہو بڑے بڑے درخت اُگے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ درخت کس نے لگائے ہیں؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اور بعض ایسے درخت ہیں جو انسان نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں اور یہ درخت انہی درختوں کی مانند ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود لگائے ہیں۔ دونوں درختوں میں فرق محض اتنا ہے کہ ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ خود اگاتا ہے اور دوسروں کو انسان کے ذریعہ سے اگاتا ہے۔ اسی طرح نبی کے انتخاب میں اور خلیفہ کے انتخاب میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ نبی کا انتخاب بلاواسطہ ہوتا ہے اور خلیفہ کا انتخاب انسانوں کے ذریعے ہوتا ہے۔

نبی اور خلیفہ کے کاموں میں ایک فرق ہے۔ نبی وہ بنیاد تیار کرتا ہے جس پر عمارت کھڑی ہوتی ہے اور خلیفہ اُسی بنیاد پر عمارت کھڑی کرتا ہے۔ دونوں کا کام ایک عظیم الشان عمارت تیار کرنا ہے۔ نبی اس عمارت کی مضبوط بنیاد رکھتا ہے پھر پہلا خلیفہ آتا ہے اور پہلی منزل تیار کرتا ہے پھر دوسرا خلیفہ آ کر دوسری منزل تیار کرتا ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک عظیم الشان عمارت تیار ہو جاتی ہے اور یہ عمارت اس مبارک درخت کی مانند ہوتی ہے۔ جس کی جڑ مضبوط ہو اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہوں اور یہ درخت اپنے رب کے اذن سے ہر وقت پھل دیتا ہو۔

ایک عظیم شخصیت:

ایک مرتبہ حضرت سید محمد ظفر اللہ خان صاحب سے ایک سوال پوچھا گیا ...... آپ حضرت مسیح موعود کے ایک جلیل القدر رفیق تھے اور تقویٰ اور روحانیت میں نمونہ تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کی طویل تاریخ میں دنیا کے اعلیٰ مناصب حاصل کئے۔ محض تیس سال سے کچھ زائد عمر میں وزیر کے منصب پر فائز ہوئے۔ حکومت پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔ عالمی عدالت میں قاضی مقرر ہوئے اور پھر قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ آپ کی ساری تاریخ کامیابیوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی آپ کے لئے مقدر ہوتی چلی گئی......سوال جو آپ سے پوچھا گیا وہ یہ تھا کہ "آپ کی ساری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابیاں عطا فرمائیں۔ ان کامیابیوں کا کیا راز ہے؟" بغیر کسی تردّد اور توقف کے آپ نے فرمایا: "کیونکہ میں ساری زندگی خلافت کا فرمانبردار رہا ہوں"۔

کیا ہی عظیم جواب ہے! اور کیا ہی عظیم شخص ہے!

خلافت ربانی اللہ تعالیٰ کی ایک رسی ہے، اگر تمام افراد جماعت اس کو مضبوطی سے تھام لیں تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُن کا حامی و ناصر ہوگا اور ان کا دفاع کرنے والا ہوگا۔ یقیناً افراد جماعت کی نجات اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لینے میں ہے۔ اور اُن کی تمام ترقیات اور کامیابیوں کا انحصار اس رسی سے چمٹ جانے میں ہے جسے اللہ نے ان کے لئے لٹکایا ہوا ہے۔ اور اس رسی سے چمٹ جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُن پر اپنی نعمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جائے گا۔ اور اُن کے لئے اُن کے دین کو جسے اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کے خوف کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برکاتِ خلافت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں خلافت کے مقام اور عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس بات کی بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کو مضبوطی سے تھام لیں اور ہمیشہ ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور اس کے خلیفہ کی اخلاص کے ساتھ اطاعت کرنے والے ہوں۔ آمین

(التقویٰ صد سالہ خلافت جوبلی نمبر)

مکرم ندیم احمد فرخ صاحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی

حضرت محمد مصطفیٰ ایسا پاک وجود ہیں جن کے لئے زمین و آسمان پیدا کئے گئے اور آپ ایسا وجود ہیں جو خداوند کریم کا کلمہ ہے اور جس کی اہمیت خدائی پر دلیل اور جس کی ذات و صفات تفسیر قرآن ہیں۔ آپ کے اخلاق کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یقیناً آپ عظیم الشان اخلاق پر فائز ہیں"۔ (سورۃ القلم:6)

نیز فرمایا:

یقیناً اللہ کے رسول میں تمہارے لئے نیک نمونہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب:22)

حضرت عائشہؓ سے جب یزید بن بابنوس نے اخلاق رسول کے بارہ میں پوچھا آپ نے فرمایا:

"آپ کے اخلاق عین قرآن تھے"۔

یعنی آپ کی ذات قرآن کریم کے احکام کی تفسیر کا درجہ رکھتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی قرآن کے احکامات کی تفسیر اور جنت نظیر معاشرہ کی بنیاد تھی۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

"اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ"۔ (سورۃ النساء:20)

خدا تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے اور نبی کریمؐ نے اپنی زندگی کے اقوال و افعال سے اس تعلیم پر عمل کر کے ہمیں اس کی تفسیر سمجھا دی۔ چنانچہ نبی کریمؐ اس اہمیت کے حامل حصہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں"۔ (ترمذی کتاب المناقب)

آنحضرتؐ نے اپنی تمام ازواج سے حسن سلوک کر کے ثابت کر دیا کہ آپ ہی انسان کامل اور اپنے متعلق دعویٰ کو سچ ثابت کر دیا اور یہ نہیں کہ صرف ایک بیوی کے حقوق پورے فرمائے بلکہ حضور نے بیک وقت اپنی بیویوں کے حقوق اعتدال سے پورے فرمائے۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے بھی مشعل راہ ہیں ذیل میں نبی کریمؐ کی زندگی مبارکہ سے چند واقعات درج ہیں جن سے رسول کریمؐ کی عائلی زندگی میں طرز عمل کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

خانگی امور کی بجا آوری

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپؐ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپؐ مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(بخاری کتاب الادب باب کیف یکون الرجل فی اہلہ)

پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

"نبی کریمؐ اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے۔ جوتے ٹانک لیا کرتے تھے اور گھر کا ڈول وغیرہ خود مرمت کر لیتے تھے"۔ (مسند احمد بن حنبل)

اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا نبی کریمؐ اپنے اہل خانہ کی تکلیف کا احساس رکھتے تھے۔

"رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود تناول فرماتے تھے"۔ (مسلم کتاب الاشربہ باب اکرم الضیف)

کسی نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا رسول اللہ گھر میں کیا کیا کرتے تھے تو آپؓ نے فرمایا:

"آپ تمام انسانوں کی طرح انسان تھے کپڑے کو خود پیوند لگاتے، بکری کا دودھ خود دوہتے اور ذاتی کام خود کرتے"۔ (مسند احمد بن حنبل)

نرم خُو، نرم زبان

حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ اس اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:۔

نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو تھے اور سب سے زیادہ کریم عام آدمیوں کی طرح بلاتکلف گھر میں رہنے والے آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی ہمیشہ مسکراتے رہتے اور آپ نے اپنی ساری زندگی میں کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا"۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حدیث میں آتا ہے کہ:

"ایک حبشی عورت نے نذر مانی کہ اگر رسول اللہ غزوہ سے بخیریت واپس تشریف لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ اس نے رسول اللہ سے اجازت طلب کی۔ رسول اللہ کے دوش مبارک پر حضرت عائشہ اپنی ٹھوڑی رکھ کر دیکھنے لگیں۔ رسول اللہ بار بار حضرت عائشہ سے پوچھتے اما شبعت یعنی کیا تم سیر نہیں ہوئیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا

نہیں اور میں اسی طرح نفی میں جواب دیتی تاکہ دیکھوں کہ رسولؐ اللہ میری کتنی دلداری کرتے ہیں"۔

(ترمذی ابواب المناقب مناقب عمرؓ)

بیویوں میں عدل

آنحضرتؐ ہمیشہ اپنی بیویوں کے درمیان عدل وانصاف رکھتے اور کسی کی طرف زیادہ جھکاؤ نہ دکھاتے تاکہ دوسرے کی دل شکنی نہ ہو۔

"ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کھیر یا حلوہ بنایا جو حضرت سودہؓ کو پسند نہ آیا حضرت عائشہؓ نے کھانے کے لئے اصرار کیا لیکن وہ نہ مانیں۔ حضرت عائشہ کو کیا سوجھی وہ مالیدہ حضرت سودہؓ کے منہ پر لیپ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ محظوظ ہوئے مگر یہ عادلانہ فیصلہ فرمایا کہ حضرت سودہؓ کو بدلہ لینے کا پورا حق ہے کہ وہ بھی ایسے ہی کرے پھر حضرت سودہؓ نے مالیدہ حضرت عائشہؓ کے منہ پر مل دیا اور رسولؐ اللہ دیکھ کر مسکراتے رہے"۔

(مجمع الزوائد جلد 4 ص 316 بیروت)

نبی کریمؐ کو عدل وانصاف کا اتنا خیال تھا کہ جب جنگ میں جاتے تو بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی فرمالیتے اور جس کا قرعہ نکلتا اس کو ہمراہ لے جاتے۔

(بخاری کتاب الجہاد)

بیویوں کی دلجوئی کا انداز

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ:

وہ ایک سفر میں رسولؐ اللہ کے ساتھ تھیں۔ آپؐ نے حضرت عائشہ سے دوڑ کا مقابلہ فرمایا۔ اس مقابلہ میں حضرت عائشہ آگے نکل گئیں لیکن ایک اور موقعہ پر جبکہ وہ کچھ فربہ ہوگئی تھیں۔ پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اس میں رسولؐ اللہ آگے بڑھ گئے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے عائشہ! اس مقابلہ کا بدلہ اتر گیا۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد فی السبق علی الرجل)

بیویوں میں سے جب کوئی بیمار پڑ جاتی تو آپؐ بذات خود اس کی تیمارداری فرماتے اور تیمارداری کا سلوک کس قدر نمایاں اور ناقابل فراموش ہوتا تھا اس کا اندازہ حضرت عائشہ کی اس روایت سے ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

"واقعہ افک میں الزام لگنے کے زمانہ میں، اتفاق سے میں بیمار پڑ گئی۔ تو اس وقت تک مجھے اپنے خلاف لگنے والے الزامات کی کوئی خبر نہ تھی۔ البتہ ایک بات مجھے ضرور کھٹکتی تھی کہ ان دنوں میں میں آنحضرتؐ کی طرف سے محبت اور شفقت بھرا تیمارداری کا وہ کریمانہ سلوک محسوس نہیں کرتی تھی۔ جو اس سے پہلے کبھی بیماری میں آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ واقعہ افک کے زمانہ میں تو بس اتنا تھا کہ آپؐ میرے پاس آتے تو سلام کرتے اور یہ کہہ کر کہ کیسی ہو؟ واپس تشریف لے جاتے۔ اس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی تھی کہ پہلے تو بیماری میں بڑے ناز اٹھاتے تھے اب ان کو کیا ہوگیا ہے"۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بنی المصطلق)

تحمل وایثار

جہاں زیادہ بیویاں ہوں تو وہاں پر جذبہ غیرت کا پیدا ہونا طبعی عمل ہے مگر اکثر آپ خود تکلیف اٹھا کر اس کا حل تلاش کر لیتے تھے۔

"ایک دفعہ آپؐ کی باری حضرت عائشہ کے ہاں تھی۔ کسی اور بیوی نے کھانا تحفۃً بھجوایا۔ حضرت عائشہ نے رسول خدا کی محبت کی وجہ کہ آپ کی خدمت کا شرف کوئی کیوں پائے جبکہ باری میری ہے۔ حضرت عائشہ نے اس پیالے کو زمین پر دے مارا وہ پیالہ گرا اور ٹوٹ گیا۔ کھانا لانے والا خادم حیران تھا اور پاس کھڑا تھا اور آپؐ یہ تماشا کمال تحمل سے دیکھ رہے تھے۔ مگر حضرت عائشہ پر کوئی سختی نہ فرماتے تھے اور چپکے سے اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے ہاتھوں سے زمین پر گرا کھانا اٹھانے لگے۔ حضرت عائشہ کو سخت ندامت ہوئی۔ چنانچہ جب رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہ اب جو پیالہ توڑا ہے اسے بدلہ میں اپنا کوئی پیالہ دے دو اور حضرت عائشہ نے فوراً اسے اپنا پیالہ دے دیا"۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرۃ)

حضرت میمونہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول کریمؐ کی میرے ہاں باری تھی۔ آپ باہر تشریف لے گئے میں نے دروازہ بند کر دیا۔ آپ نے واپس آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں قسم ہے تم ضرور دروازہ کھولوگی میں نے کہا میری باری میں آپ کسی اور کے پاس کیوں گئے تو آپ نے فرمایا نہیں! مجھے شدید پیشاب کی حاجت تھی اس لئے باہر گیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد 1 ص 365 مطبوعہ بیروت)

کمال عفو

ایک دن حضرت عائشہ گھر میں آنحضرت ﷺ سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان کے ابا حضرت ابوبکر تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے کہ خدا کے رسول کے آگے اس طرح بولتی ہے۔ آپؐ یہ دیکھتے ہی باپ اور بیٹی کے درمیان حائل ہوگئے اور حضرت ابوبکر کی متوقع سزا سے حضرت عائشہ کو بچالیا۔ کچھ دنوں بعد ابوبکرؓ آئے۔ رسولؐ اللہ اور حضرت عائشہ ہنستے ہوئے باتیں کر رہے تھے تو ابوبکرؓ نے عرض کیا لڑائی میں تو شریک کیا اب خوشی میں بھی شریک کرو۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح)

محبت والفت کی ادائیں

اس سے قبل عورت کی ذلت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ اس کو اپنے ایام مخصوصہ میں تمام گھر والوں سے جدا رہنا پڑتا تھا خاندان کے ساتھ میل جول بھی نہ رہتے تھے۔

قرآن نے صرف ان ایام میں ازدواجی تعلقات سے منع فرمایا عام معاشرت سے ہرگز منع نہیں کیا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جب وہ پاک ہو جائیں ان کے پاس اللہ کے حکم کے مطابق جاؤ۔ (البقرہ:223)

اس کی تفسیر حضرت نبی کریمؐ کے اسوہ سے یوں ملتی ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

"ایام مخصوصہ کے دوران بھی بسا اوقات ایسا ہوتا کہ میرے ساتھ کھانا تناول کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ گوشت کی ہڈی یا بوٹی میرے ہاتھ سے لے لیتے اور بڑی محبت سے اس جگہ منہ رکھ کر کھا لیتے جہاں سے میں نے اسے کھایا ہوتا تھا۔ میں کئی دفعہ پانی پی کر رسولؐ اللہ کو پکڑا دیتی تھی۔ رسولؐ اللہ وہ جگہ ڈھونڈھ کر جہاں سے میں نے پانی پیا ہوتا وہیں منہ رکھ کر پانی پی لیتے۔

(ابوداؤد کتاب الطہارت باب فی مواکلۃ الحائض)

اہل خانہ کی دینی تربیت

رسول کریمؐ کے گھر میں عبادت کی طرف خاص توجہ تھی۔

چنانچہ آپؐ فرماتے تھے۔

بہت ہی خوش قسمت وہ میاں بیوی ہیں جو ایک دوسرے کو نماز اور عبادت کے لئے بیدار کرتے ہوں اور اگر ایک نہ جاگے تو دوسرا اس پر پانی کے چھینٹے پھینک کر اسے جگائے۔

(ابن ماجہ اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی من ایقظ اہلہ من اللیل)

اہل خانہ کے ساتھ بھی آپ کا یہی سلوک تھا جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

رسولؐ اللہ رات کو نماز تہجد کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کرلو۔

(بخاری کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ خلف القائم)

تمام شفقتوں کے باوجود جب بات عدل سے ہٹتی تو سرزنش بھی کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ اپنی چھنگلی دکھا کر طعنہ دیا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا یہ ایسا سخت کلمہ ہے اگر سمندر میں ملایا جائے تو پانی کڑوا ہو جائے۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

آخری بیماری میں جب رسولؐ اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو امامت نماز کا اشارہ فرمایا تو عائشہؓ نے اس سے یہ سمجھا کہ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد ابوبکر مصلے پر نہ آئیں اس بدشگونی کی وجہ سے یہ مشورہ رسول خدا کو دیا کہ عمر کو نماز پڑھانے کے بارے میں کہیں حضرت عائشہ وحفصہ نے اصرار کیا تو رسولؐ اللہ نے سختی سے یہ فیصلہ نافذ کروایا اور فرمایا:

تم یوسف کو راہ راست سے بہکانے والی عورتوں کی طرح مجھے کیوں راہ حق سے ہٹانا چاہتی ہو۔

(بخاری کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامۃ)

یہ آنحضرتؐ کا اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک ہی تھا جس کی آپ کی ازواج نے گواہی دی۔

حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ کے ساتھ 15 برس گزارے اور پہلی وحی کے موقع پر رسولؐ اللہ کے حسن معاشرت کی گواہی دی کہ

خدا تعالیٰ کبھی آپ کو ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں۔ بوجھ اٹھاتے ہیں اور جو نیکیاں معدوم ہو چکی ہیں انہیں زندہ کرتے ہیں اور مہمانوں کی خدمت اور ضروریات حقہ میں مدد کرتے ہیں۔ (بخاری بدء الوحی)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

نبی کریمؐ سے زیادہ نرم خو کوئی نہیں تھا اور آپ سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلاتکلف گھر میں رہتے آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ آپؐ نے کبھی کسی بیوی کو پوری زندگی میں نہ مارا اور نہ کبھی کسی خادم پر ہاتھ اٹھایا۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسولؐ اللہ)

حضرت صفیہؓ کا بیان ہے کہ

جنگ خیبر میں رسولؐ اللہ کے ہاتھوں میرے باپ اور شوہر مارے گئے تھے اس لئے میرے دل میں انتہائی نفرت تھی لیکن آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے سب کدورت دور ہوگئی۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 15)

ہمارے آقا و مولیٰ کے حسن واحسان کے ان جلووں نے بلاشبہ آپؐ کی زندگی کو جنت نظیر بنا دیا تبھی تو آپ کی بیویاں دوسرے جہاں میں بھی آپ سے ملنے کے لئے اتنی بیقرار تھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اپنی اہلی زندگی کو اسوۂ رسول کے رنگ میں رنگین بنا کر جنت نظیر معاشرہ استوار کریں جس کے قیام کے لئے آنحضرتؐ دنیا میں تشریف لائے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

افسوسناک حادثہ

مکرمہ ہومیو ڈاکٹر صادقہ نثار صاحبہ جوہر ٹاؤن لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میرے پیارے بھائی مکرم آغا انیس احمد خان صاحب 20 فروری 2011ء کو روڈ کراس کرتے ہوئے موٹر سائیکل سے ٹکرا گئے سر پر شدید چوٹیں آئیں۔ 22 فروری کو آپریشن ہوا مگر جانبر نہ ہو سکے اور مورخہ 23 فروری کو ہم سب بہن بھائیوں کو داغ مفارقت دے کر اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ مرحوم بہت ملنسار تھے ہر ایک کے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے خاص کر اپنے بچوں سے والہانہ پیار تھا۔ سب عزیزوں نے فرداً فرداً اور بہتوں نے فون کے ذریعہ تعزیت کی ہم سب بہن بھائی سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور درخواست دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمود احمد صاحب چک نمبر 9 پنیار تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ نصرت بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب دیو مرحوم دارالیمن وسطی حمد ربوہ مورخہ 4 مئی 2011ء کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی عمر 67 سال تھی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں 4 بیٹے اور 3 بیٹیاں سوگواران چھوڑے ہیں۔ مورخہ 5 مئی 2011ء کو مکرم ناصر احمد بھلی صاحب مربی سلسلہ نے بعد نماز فجر محلّہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ماسٹر محمد ارشد صاحب صدر محلّہ دارالیمن وسطی حمد ربوہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ حضرت چوہدری حاکم علی صاحب وڑائچ آف 9 چک پنیار ضلع سرگودھا رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے تھیں۔ مرحومہ نے دو بھائی، چار بیٹے مکرم سفیر احمد صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل، مکرم منیر احمد صاحب دارالیمن وسطی حمد ربوہ، مکرم نصیر احمد صاحب دارالیمن وسطی حمد ربوہ، مکرم تنویر احمد صاحب دارالیمن وسطی حمد ربوہ، تین بیٹیاں مکرمہ فرحت جاوید صاحبہ اہلیہ مکرم جاوید احمد صاحب چک 37 ضلع سرگودھا، مکرمہ مسرت روحی صاحبہ اہلیہ مکرم بشارت احمد کاہلوں صاحب جرمنی اور مکرمہ عصمت روحی صاحبہ اہلیہ مکرم عقیل احمد کاہلوں صاحب جرمنی اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں پسماندگان میں چھوڑے ہیں۔ مرحومہ ملنسار، نیک طبیعت، صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے والی تھیں آپ کو خلافت سے بہت پیار تھا۔ خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتیں۔ چندوں اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عامر احمد صاحب عامر شوز سٹور ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میری خوشدامن محترمہ عذرا قطب صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید قطب علی شاہ صاحب کراچی مورخہ 21/اپریل 2011ء کو رضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ مرحومہ نے طویل عرصہ تک بیماری کو صبر و شکر سے برداشت کیا اور کبھی اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کیا مرحومہ نے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا، دو بھائی، شوہر، تین نواسیاں پانچ نواسے یادگار چھوڑے ہیں۔ بیٹیاں سب شادی شدہ ہیں۔ مکرمہ لبنٰی شاہ صاحبہ کراچی، مکرمہ سمیرا عامر صاحبہ اہلیہ خاکسار، مکرمہ ارم وحید صاحبہ اہلیہ مکرم ملک وحید احمد صاحب کراچی، مکرمہ بشریٰ کمال صاحبہ اہلیہ مکرم کمال احمد پال صاحب ربوہ اور مکرمہ عطیۃ العلیم فاتح صاحبہ اہلیہ مکرم فاتح الدین صاحب لاہور۔ مرحومہ خلافت سے بے حد محبت کرنے والی سلسلہ کی خادم اور بے حد ملنسار تھیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

بازیافتہ اشیاء

کسی دوست کو چار ماہ قبل کسی کی گمشدہ رقم ملی ہے جس کسی کی ہو نشانی بتا کر دفتر صدر عمومی سے دفتری اوقات میں حاصل کر لیں۔

مورخہ 10 مئی 2011ء کو کسی دوست کی گمشدہ اصل سندات ملی ہیں جس کسی کی ہوں دفتر صدر عمومی سے حاصل کر لیں۔

(جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

پاکستان کی بری افواج کے پہلے مسلمان کمانڈر انچیف

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان پاکستان کے سابق صدر 14 مئی 1907ء کو ضلع ہزارہ کے گاؤں ریحانہ میں پیدا ہوئے 1922ء میں میٹرک کرنے کے بعد علی گڑھ چلے گئے۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد رائل ملٹری کالج سینڈ ہرسٹ (انگلستان) سے فوجی تعلیم حاصل کی اور 1928ء میں کمیشن حاصل کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران جناب ایوب خان نے برما کے محاذ پر خدمات انجام دیں۔ 1947ء میں کرنل کے عہدے پر ترقی ملی۔ قیام پاکستان کے بعد انہیں بریگیڈیئر بنا دیا گیا۔ دسمبر 1948ء میں وہ میجر جنرل بنا دیئے گئے اور ان کی تعیناتی مشرقی پاکستان کر دی گئی۔ 1950ء میں وہ ایڈجوٹنٹ جنرل (Adjutant General) بنائے گئے۔ اور 17 جنوری 1951ء کو پاکستان کی بری افواج کے پہلے پاکستانی اور مسلمان کمانڈر انچیف کے عہدے پر فائز ہوئے۔

1954ء میں جب محمد علی بوگرہ نے گورنر جنرل کی دعوت پر نئی وزارت تشکیل دی تو اس میں اسکندر مرزا اور ایوب خان کو بھی شامل کیا گیا۔ یوں جنرل ایوب خان پاکستان کے وزیر دفاع بن گئے۔ 1958ء میں جب ملک میں طوائف الملوکی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ تو اسکندر مرزا نے 8/اکتوبر 1958ء کو ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور آئین کو معطل کر دیا۔ جنرل ایوب خان مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔

24/اکتوبر 1958ء کو جنرل ایوب خان وزیر اعظم بنا دیئے گئے لیکن فقط تین دن بعد 27/اکتوبر کو انہوں نے صدر اسکندر مرزا کو معزول کر کے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات سنبھال لئے۔

27/اکتوبر 1959ء کو فوج نے صدر جنرل ایوب خان کو ملک کا اعلیٰ ترین فوجی عہدہ فیلڈ مارشل پیش کیا۔ اسی روز ملک میں بنیادی جمہوریت کا نظام نافذ کر دیا گیا۔

17 فروری 1960ء کو فیلڈ مارشل ایوب خان ملک کے صدر منتخب ہوئے۔ 8 جون 1962ء کو انہوں نے مارشل لاء کے خاتمے اور صدارتی طرز حکومت کے نئے آئین کے نفاذ کا اعلان کیا۔

جنوری 1965ء میں ملک میں ایک مرتبہ پھر بنیادی جمہوریت کے نظام پر مبنی صدارتی انتخابات منعقد ہوئے جس میں ایوب خان نے کامیابی حاصل کی۔

ستمبر 1965ء میں جب بھارت نے پاکستان پر جارحانہ حملہ کیا تو پوری قوم ایوب خان کی قیادت میں سیسہ پلائی دیوار بن گئی۔ حملہ آور پڑوسی ملک کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اقوام متحدہ کی مداخلت پر جنگ بند ہو گئی۔ جنوری 1966ء میں تاشقند کے مقام پر پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے جس سے دونوں ملکوں کی افواج جنگ سے پہلے کی پوزیشن پر واپس چلی گئیں۔

پاکستان کے عوام میں اس معاہدے سے بڑی بددلی پھیلی۔ 1968ء میں جب فیلڈ مارشل ایوب خان کے عہد حکومت کو دس سال مکمل ہوئے اور ملک میں عشرہ اصلاحات منایا گیا تو ملک کے تمام سیاسی جماعتوں نے ان کے خلاف تحریک جمہوریت کا آغاز کر دیا۔

ان کے خلاف ملک بھر میں مظاہروں اور ہنگاموں کا آغاز ہوا۔ 25 مارچ 1969ء کو ایوب خان نے ملک کی باگ ڈور جنرل یحیٰی خان کے سپرد کر دی اور خود سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر کے گوشہ گمنامی میں چلے گئے۔

20/اپریل 1974ء کو انہوں نے اسلام آباد میں وفات پائی۔ انہیں تمام فوجی اعزازات کے ساتھ ان کے آبائی گاؤں میں دفن کر دیا گیا۔

ایوب خان مرحوم نے اپنی سوانح عمری Friends not Masters کے نام سے تحریر کی تھی۔ جس کا اردو ترجمہ ''جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

☆......☆......☆

تصحیح

مورخہ 11 مئی 2011ء کو مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم صفحہ 2 پر شائع ہوئی ہے۔ اس کا درست مطلع یوں ہے۔

نہ کوئی جاہ و حشم اور نہ کوئی حسب نسب
نہ خواہشوں کے محل اور نہ کوئی حسن طلب

حب مسان بچوں کے سوکھا پن اور لاغری کیلئے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

اعلان بابت تاریخ احمدیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی روز افزوں ترقیات کے پیش نظر ''تاریخ احمدیت'' کیلئے ایک سکیم منظور فرمائی ہے جس کی روشنی میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے امراء کرام، صدر صاحبان، مربیان کرام اور احباب سے درج ذیل امور میں تعاون کی درخواست ہے۔

1۔حضرت مسیح موعود، خلفائے کرام یا رفقائے کرام کے غیر مطبوعہ واقعات، تاریخی خطوط یا تصاویر ہوں یا اسی طرح غیر مطبوعہ تاریخی تحریرات اور بزرگان کے خود نوشت حالات زندگی ہوں تو وہ شعبہ ہذا کو بھجوائے جائیں۔

2۔تمام اہم مواقع مثلاً جلسہ سالانہ، اجتماعات، بیوت الذکر کے سنگ بنیاد اور افتتاح، مشن ہاؤسز، سکولز، ہسپتال اور نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ وغیرہ کی رپورٹس کی ایک کاپی شعبہ ہذا کو بھجوائی جایا کرے۔

3۔تمام اہم مواقع کی تصاویر بھی بھجوائی جائیں اگر کوئی پرانی تاریخی تصویر ہو تو وہ بھی بھجوائیں یہ تصویر سکین (Scan) کر کے بحفاظت واپس ارسال کر دی جائے گی۔

4۔دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتیں اپنے رسائل وجرائد کی ایک ایک کاپی شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ کو بھجوایا کریں۔اسی طرح نئی مطبوعات کی ایک کاپی بھی بھجوائی جائے تاکہ تاریخی طور پر ریکارڈ رکھا جاسکے۔

5۔احمدیت کیلئے جان دینے والے تمام احباب کی تصاویر درکار ہیں اسی طرح ان کے مختصر حالات زندگی بھی ہمراہ بھجوائے جائیں۔ نیز اسیران راہ مولیٰ کے حالات وواقعات بھی بھجوائے جائیں۔

6۔کسی بھی میدان میں نمایاں ترقی کرنے والے احمدی احباب کی کامیابیوں کی خبر بھی شعبہ ہذا کو بھجوائی جائے۔

7۔معاندین احمدیت کی دشمنی اور ان کے انجام کے متعلق معلومات بھی بھجوائیں۔ نیز احمدیت کے حق یا مخالفت میں شائع ہونے والی خبریں اصل حوالے کے ہمراہ بھجوائیں۔

شعبہ تاریخ احمدیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

فون نمبر: +92-47-6211902

فیکس نمبر: +92-47-6211526

tarekh.ahmd@yahoo/gmail/
hotmail.com

ضرورت اساتذہ

(مریم صدیقہ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

مریم صدیقہ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ کے جونیئر سیکشن میں انگلش ٹیچر کی فوری ضرورت ہے۔جن احمدی خواتین کو انگریزی زبان میں عبور حاصل ہو اور وقف کے جذبے کے ساتھ پڑھانے کی اہلیت رکھتی ہوں۔وہ اپنی درخواستیں بنام ناظر صاحب تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ مصدقہ از صدر محلہ/ امیر جماعت مع اپنی اسناد کی نقول جلد از جلد سکول میں جمع کروادیں۔

(واقفات نو میں سے اگر کوئی اس معیار پر پورا اترتی ہیں تو ان کی درخواست کو ترجیحاً زیر غور لایا جائے گا۔)

(پرنسپل مریم گرلز ہائیر سیکنڈری سکول دارالرحمت غربی ربوہ)

ضرورت اکاؤنٹنٹ

الہدی ہسپتال مٹھی میں ایک عدد اکاؤنٹنٹ کی خالی آسامی کیلئے امیدواران سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے محنتی، مخلص اور تجربہ کار احباب تعلیمی اسناد کی نقل اور ایک عدد پاسپورٹ سائز تصویر کے ہمراہ اپنی درخواستیں امیر صاحب/ صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ دفتر ارشاد وقف جدید میں بھجوائیں۔

(ناظم ارشاد وقف جدید)

بادی بواسیر کیلئے
تریاق بواسیر
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

چارسدہ شبقدر میں خودکش دھماکے

چارسدہ:شبقدر میں 13 مئی 2011 کو صبح 6 بجے کے قریب ایف سی ٹریننگ سنٹر کے گیٹ پر یکے بعد دیگرے دو خودکش حملے ہوئے۔جس کے نتیجے میں ایف سی اہلکاروں سمیت 70 قریب کے لوگ جاں بحق ہو گئے اور 115 کے قریب زخمی ہوئے ہیں۔15 گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔کالعدم تحریک طالبان نے حملوں کی ذمہ داری قبول کرلی۔

اعلان داخلہ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انجینئرنگ اینڈ اپلائیڈ سائنسز (PIEAS) نے درجہ ذیل شعبہ میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

BS پروگرام:

الیکٹریکل انجینئرنگ، مکینیکل انجینئرنگ

اہلیت :میٹرک/ ایف ایس سی پری انجینئرنگ اے لیول کم از کم 60 فیصد نمبروں کے ساتھ۔ان پروگرامز کیلئے آن لائن اپلائی کیا جاسکتا ہے اور فارم ویب سائٹ www.pieas.edu.pk سے ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکتا ہے۔داخلہ فارم بھجوانے کی آخری تاریخ 30 مئی 2011ء ہے۔ ایڈمیشن ٹیسٹ 2 جولائی 2011ء ہے۔

فون:051-2207816,2207380.4

نیشنل یونیورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) نے درج ذیل پروگرام میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

بزنس سٹڈیز، سوشل سائنسز، انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنسز، بی ایس میتھ، بیچلر آف آرکیٹکچر

اہلیت :میٹرک/ ایف اے/ ایف ایس سی کم از کم 60 فیصد نمبران پروگرامز کیلئے طلباء کو آن لائن اپلائی کرنا ہوگا ویب سائٹ درج ذیل ہے۔ www.nust.edu.pk

MBBS/BDS پروگرام

اہلیت :ایف ایس سی (پری میڈیکل) کم از کم 60 فیصد نمبروں کے ساتھ۔

انٹری ٹیسٹ کا شیڈیول درج ذیل ہے۔

ایم بی بی ایس/ بی ڈی ایس/ وائرالوجی اینڈ امیونولوجی کا 16 جولائی 2011ء (صبح)

بزنس سٹڈیز/سوشل سٹڈیز کا 16 جولائی (شام)

انجینئرنگ/ کمپیوٹر سائنسز/ بی ایس میتھ کا 17 جولائی (صبح) اور بیچلر آف آرکیٹکچر کا 17 جولائی (شام)

مزید معلومات کیلئے درجہ ذیل سائٹ وزٹ کریں۔ www.nust.edu.pk

فون نمبر: 051-90856878

(نظارت تعلیم)

ربوہ میں طلوع وغروب 14 مئی

طلوع فجر	3:43
طلوع آفتاب	5:10
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	6:59

ضرورت چوکیدار

بیت القمر محلہ دارالصدر غربی حلقہ قمر ربوہ کیلئے ایک چوکیدار کی فوری ضرورت ہے۔ایسے صاحب جو اپنا ذاتی لائسنس اور اسلحہ رکھتے ہوں مکرم صدر صاحب حلقہ یا مکرم امیر صاحب مقامی کی تصدیق کے ساتھ اور اپنی درخواست کے ساتھ خاکسار سے رابطہ کریں۔

(صدر محلہ دارالصدر غربی حلقہ قمر ربوہ)

کوٹھی برائے فروخت
ناصر آباد شرقی، جگہ دس مرلہ، 5 بیڈروم ،اٹیچڈ باتھ رومز ٹی وی لاؤنج۔دو کچن۔ڈرائنگ روم قابل فروخت ہے۔
0333-9797680,0332-1792890

FD-10

AHMAD MONEY CHANGER
We Deal in All Foreign Currencies
You are always Welcome to:
PREMIER EXCHANGE CO.'B' PVT. LTD. State Bank Licence No.11
Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh
Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore
Tell: 35757230,35713728,35752796,35713421,35750480
Fax: 35760222 E-mail: amcgul@yahoo.com

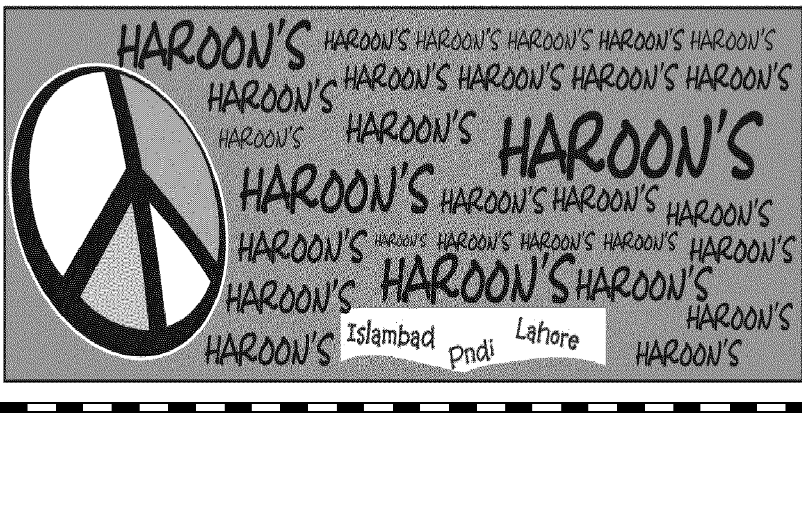

پلاٹ خریدنے کا سنہری موقع
ایک عدد پلاٹ برقبہ 10 مرلے واقع مجید ٹاؤن نصرت آباد ربوہ برائے فروخت ہے۔سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں
برائے رابطہ: 0331-7721976